کون روکے گا؟؟؟

ارشاد عرشی ملک

جنوری 2020

فہرست

نمبر شمار۔۔۔۔۔۔ نظم کا نام

1۔۔۔۔۔۔۔کون روکے گا

2۔۔۔۔۔۔۔ہم لوگ

3۔۔۔۔۔۔۔دین کے نام پر

4۔۔۔۔۔۔۔کس طرح وہ رہائی کی جرات کرے

5۔۔۔۔۔۔۔ہماری سادگی

6۔۔۔۔۔۔۔حق کے مقابل خاموشی

7۔۔۔۔۔۔۔منقار زیرِ پَر کئے

8۔۔۔۔۔۔۔آنکھ آئینے کی پیدا کردہن تصویر کا

9۔۔۔۔۔۔۔روک دی گئی

10۔۔۔۔۔۔۔ہے کیسی مسیحائی

11۔۔۔۔۔۔ قفس سے مانوسیت

12۔۔۔۔۔۔اپنے پیارے رب کی حمد وثنا

13۔۔۔۔۔۔عقیدت کا خراج

14۔۔۔۔۔۔آواز کھری بند

15۔۔۔۔۔۔خسارے میں ہے

16۔۔۔۔۔۔مجھے چُنا

17۔۔۔۔۔۔دائمی وعدہ کا دن

18۔۔۔۔۔۔جلتے سُرخ انگارے کو

19۔۔۔۔۔۔کھولو دلوں کی کھڑکیاں

20۔۔۔۔۔۔نور حاصل کرو سورۃ النور سے

21۔۔۔۔۔۔کہوں یا نہ کہوں (حصہ اول)

22۔۔۔۔۔۔کہوں یا نہ کہوں (حصہ دوم)

23۔۔۔۔۔۔نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا

24۔۔۔۔۔۔خوش آمدید

25۔۔۔۔۔۔۔بندوں کے آگے بندگی

26۔۔۔۔۔۔۔پنڈتو، رہبرو، عالمو، حاکمو

27۔۔۔۔۔۔۔ مؤتُوا قبل اَن تمؤتُوا

28۔۔۔۔۔۔۔آزادیِ ضمیر

29۔۔۔۔۔۔۔ہائے وہ پروانے لوگ

30۔۔۔۔۔۔۔ گوسالہ سامری کا(حصہ اول)

31۔۔۔۔۔۔۔ گوسالہ سامری کا(حصہ دوم)

32۔۔۔۔۔۔۔خودی ایک گوہرِ نایاب

33۔۔۔۔۔۔۔شاعری کیا ہے؟

34۔۔۔۔۔۔۔جی حضوری

35۔۔۔۔۔۔۔ کھنکتی خاک

36۔۔۔۔۔۔۔لوفار آل کاماسک

37۔۔۔۔۔۔۔آئینِ جفانے

38۔۔۔۔۔۔استخوان فروشی

39۔۔۔۔۔۔دولے شاہ کے چوہے

40۔۔۔۔۔۔تجدید کا قانون

41۔۔۔۔۔۔نوکِ سناں اور زیادہ

42۔۔۔۔۔۔فیضانِ الہیٰ

43۔۔۔۔۔۔حُرمتِ انساں

44۔۔۔۔۔۔غم ہیں ضروری

45۔۔۔۔۔۔مذہب کے نام پر

46۔۔۔۔۔۔خدا نیکی ہے

47۔۔۔۔۔۔قبول ہے

48۔۔۔۔۔۔کہ عیسیٰ بازمے آید

49۔۔۔۔۔۔سچ کی گواہی

50۔۔۔۔۔۔اپنی شرطوں پر زندگی

51۔۔۔۔۔۔نافہموں کی جانب سے

52۔۔۔۔۔۔تُم بھلے نفرت کرو

53۔۔۔۔۔۔دیواروں پر لکھتے رہنا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کون روکے گا؟؟؟

(جیسا کے قارئین جانتے ہیں کہ تقریباً سوا سال سے خاکسار نے شعر و شاعری سے قطع تعلق کر رکھا ہے لیکن پھر بھی بعض اشعار خود کو لکھوا کر رہتے ہیں۔ شاعری کرنے والے، اس حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں)

ارشاد عرشی ملک

خدا کا فضل و چمتکار، کون روکے گا؟؟؟

فلک سے آیا گراوتار، کون روکے گا؟؟؟

نزولِ رحمت و انوار، کون روکے گا؟؟؟

کرے گا تین کو جب چار، کون روکے گا؟؟؟

بھلے دریچہ و روزن، سبھی کو چُنوادو

بہار آئی تو مہکار، کون روکے گا؟؟؟

کواڑِ شوق پہ اے قُفل ڈالنے والو

کھلا جو خود ہی دریار، کون روکے گا؟؟؟

پُرانی ناؤ کے ملاح کو ہے اندیشہ

نئی دلیل کے پتوار، کون روکے گا؟؟؟

خدا پہ حق ہے بشر کا طلب کرے ہادی

بشر سے اُس کا ادھیکار، کون روکے گا؟؟؟

بہت گھٹن ہے، دریچے نہ گر کھلے صاحب

دلوں کو ہونے سے بیمار، کون روکے گا؟؟؟

ابھی تو طوق و سلاسل ہیں بے صدا لیکن

اُٹھے اسیر تو جھنکار، کون روکے گا

بھلے ہوں جراتِ اظہار پر کڑے پہرے

دعا ہے راہِ پُر اسرار، کون روکے گا؟؟؟

چڑھا اُفق سے جو مغرب کے اک نیا سورج

تو انقلاب کی یلغار، کون روکے گا

اُسے فلک کے ستاروں کو زیر کرنے سے

خدا ہو جس کا طرفدار، کون روکے گا

لہو میں اپنے نہا کر جو ہم نے رقص کیا

تو پھر ہمیں سرِ دربار، کون روکے گا؟؟؟

اگرچہ چھوڑ چکی شعر و شاعری عرشیؔ

اُمڈ کے آئیں جب اشعار۔ کون روکے گا؟؟؟

ــــــــــــــــــــ

ہم لوگ

6اِگست 2019 بروز منگل

ارشاد عرشی ملک

اَلم سُنائے اگر کوئی، کان ہیں ہم لوگ

جو بے زبان ہو، اس کی زبان ہیں ہم لوگ

ہم اہلِ درد کا ڈی این اے، ایک ہے عرشی

بھلے کہیں بھی ہوں، اِک خاندان ہیں ہم لوگ

ہمیں میں گونجتی رہتی ہے بازگشت اپنی

خود اپنی ذات میں خالی مکان ہیں ہم لوگ

خود اپنے نفس کے ہاتھوں ہیں آزمائش میں

خود اپنے واسطے، اک امتحان ہیں ہم لوگ

بہت سے لوگ، قدم رکھ کے بڑھ گئے آگے

رہِ حیات میں اک پائیدان ہیں ہم لوگ

پلاؤ زہر ہمیں، مستقل مزاجی سے

ابھی مرَے تو نہیں، نیم جان ہیں ہم لوگ

ہمارے بخت میں سُولی یا لِبس کا پیالہ ہے

ابھی دوراہے پہ ہیں، درمیان ہیں ہم لوگ

عجب ستم ہے کہ جاں دے کے جان بچتی ہے
اور اوجِ دار کے شایانِ شان ہیں ہم لوگ

نہ ہو جو حُسنِ سماعت تو شور و غوغا ہیں
کوئی سُنے تو صدائے اِذان ہیں ہم لوگ

نہیں تھی ہیر کوئی شئے، بغیر وارث شاہ
یہ ایک راز ہے اور راز دان ہیں ہم لوگ

جہاں بھی جائیں گے، کیاری بنا کے بیٹھیں گے
تمہیں بتایا تو تھا، باغبان ہیں ہم لوگ

ہمیں ثبوت ہیں عرشی خدا کے ہونے کا

اُسی کی پھونک کا زندہ نشان ہیں ہم لوگ

ـــــــــــــــــــــ

دین کے نام پر

20 اگست 2019 بروز منگل

ارشاد عرشی ملک

جبر ہے الاماں، دین کے نام پر

صبر ہے اب گراں، دین کے نام پر

خوف اور سہم ہے سب کو جکڑے ہوئے

سب ہوئے بے زباں، دین کے نام پر

اَن گنت، زندہ پیڑوں کو کٹوا دیا

تُو نے اے باغباں، دین کے نام پر

ہم اطاعت کی قبروں میں لیٹے رہے

وہ بنے شہ جہاں، دین کے نام پر

اُن کے گھر میں بہاروں کی جُولانیاں

شہر وقفِ خزاں، دین کے نام پر

سوچ و افکار کے پَر تراشے گئے

کاٹ لی پھر زباں، دین کے نام پر

کتنے موقع پرستوں نے ہر دور میں

ہے سجائی دُکاں، دین کے نام پر

سارے درویش و سلطان، عیار تھے

لٹ گئے ہم یہاں، دین کے نام پر

اہلِ جُبہ رہِ حق میں رکھتے رہے

ایک کوہِ گراں، دین کے نام پر

شان و شوکت بڑھی، اہلِ دستار کی

ہم ہوئے رائیگاں، دین کے نام پر

ہم تو چُپ تھے مگر بن گیا یہ قلم

ایک تیغِ رواں، دین کے نام پر

اپنا جیون، کسی اور نے جی لیا

ہم رہے بے نشاں، دین کے نام پر

کچھ تو ہو گا جو کاندھوں پہ ہم نے دھرا

ایسا بارِ گراں، دین کے نام پر

تاک میں ہیں تمہاری بھی عرشی کئی

وار اور برچھیاں، دین کے نام پر

کس طرح وہ رہائی کی جرات کرے

22(اگست 2019 بروز جمعرات)

ارشاد عرشی ملک

کس طرح وہ رہائی کی جرات کرے

اپنی زنجیر سے جو محبت کرے

لذتِ قُربِ مولا سے ہے بے خبر

اپنے رہبان کی جو عبادت کرے

دین کی آڑ میں جب دکانیں چلیں

کیوں نہ ہر ایک دُوجے پہ سبقت کرے

خلعتیں ہیں یہ عہدے، مناصب سبھی

کس میں جرات کہ توہینِ خلعت کرے

آنہ جائے کہیں رب کی بطشِ شدید

کب تلک ذاتِ باری رعایت کرے

قال ہی قال ہے، حال مفقود ہے

کس طرح فضلِ ربی عنایت کرے

کس کو تائیدِ روح القدس ہے ملی؟

آ کے منبر پہ للہ وضاحت کرے

روزِ محشر کو للہ مت بھولیے

آپ کو رب عطا کچھ فراست کرے

سچ کو سُننا، بتانا، سبھی ہے ادق

کون حاکم کے آگے یہ جرات کرے

سید القوم کا فرض ہے رات دن

بن کے خادم غریبوں کی خدمت کرے

جن کو اپنی بڑائی ہی مطلوب ہے

کون ایسوں کو حرفِ نصیحت کرے

یہ نمود و نمائش، کہاں دین ہے

کون اس پر نچھاور، عقیدت کرے

بِک رہی ہے دعا ڈالروں کے عوض

کون ایسے میں رب کی عبادت کرے

بند کوچے میں ہم کس طرح آ گئے

صاحبِ فہم کوئی، وضاحت کرے

پُر خطر راہ عرشی نے دائم چنی

اُس کی اللہ ہر پَل حفاظت کرے

ہماری سادگی

عرشی ملک

آپ کی تقدیس کا کارن، ہماری سادگی

آج کل ہم پر ہے خندہ زن، ہماری سادگی

ہم جو عرشی خواب میں خود سے بھی کہہ سکتے نہ تھے

کہہ رہی ہے آج من و عن، ہماری سادگی

جماعت احمدیہ کی حق کے مقابل خاموشی

عرشی ملک

عاشقوں کی کچی پردہ پوشیاں ہیں منتظر

ہر طرف ہوتی ہوئی سرگوشیاں ہیں منتظر

آپ کی چُپ، آپ کو چنوانہ دے دیوار میں

کچھ تو کہیے، شہر کی خاموشیاں ہیں منتظر

منقار زیرِ پر کئے

بند سوچ و فکر و آگاہی کے سارے در کئے

ہیں مریدانِ صفا، یس سر کئے یس سر کئے

کچھ گلہ ہم کو نہیں عرشیؔ عوام الناس سے

مُقتیانِ دیں ہیں کیوں منقار زیرِ پر کئے

آنکھ آئینے کی پیدا کر، ذہن تصویر کا

ارشاد عرشی ملک

ورنہ چکھے گا مزہ اِک مستقل تعزیر کا
"آنکھ آئینے کی پیدا کر، ذہن تصویر کا"

سوچ کا اظہار کرنا، رائے رکھنا جُرم ہے
ماننا لازم ہے تجھ پر حکم اپنے پیر کا

ہوش کا پلو پکڑ گر خیریت مطلوب ہے
دیکھ کر تخریب کو بھی، ذکر کر تعمیر کا

آخرش زنداں تلک لے جائے گی حق کی تلاش
تنگ ہوتا جائے گا، حلقہ تری زنجیر کا

اُن کو ہے درکار کُرسی، آیت الکرسی مجھے
بس یہی اک فرق ہے ان کی، مری تفسیر کا

آپ جور و جبر کیجئے، صبر کے خو گر ہیں ہم
منتظر ہے اپنا سینہ، آپ کی شمشیر کا

بیر ہے مجھ کو مگر مچھوں سے پر دریا میں ہوں
دیکھ لینا حال مجھ ناچیز سے نخچیر کا

اختلافِ رائے کے ہوتے بھی پڑھ لیتے ہیں لوگ
ہے یہی زندہ نشاں، تحریر کی تاثیر کا

شاعری میں جی حضوری ہی کرو عرشیؔ ملک
نہ تمہارا مرتبہ غالبؔ کا ہے، نہ میرؔ کا

\-----------------

روک دی گئی

ارشاد عرشی ملک

سب بے کسوں کی آہ وفغاں، روک دی گئی

گویا بوقت فجر اذاں، روک دی گئی

فہم وخیال وفکر پہ، پہرے بٹھا دیئے

جو مُختلف لگی وہ زباں، روک دی گئی

تحسین کی صدا تو سنائی گئی اُنہیں

نازک طبع پہ جو تھی گراں، روک دی گئی

بے حد ہوئیں نوازشیں، ہر چاپلوس پر

تھا جس زباں میں زورِ بیاں، روک دی گئی

ہم دارِ بے اماں میں اماں، ڈھونڈتے رہے

یہ کھوج بھی جہاں تھی وہاں، روک دی گئی

حق کی تلاش دورِ ستم گر میں لے گئی

پھر اس جگہ صلیب پہ جاں، روک دی گئی

سینے کا داغ بن گئیں پچھلی کہانیاں

دل میں گڑی جو نوکِ سناں، روک دی گئی

دیکھے ہیں وہ حدود فراموش، خارزار

جن کے بیاں سے اپنی زباں، روک دی گئی

دیں میں نہیں ہے جبر مگر پھر بھی ہر صدا

عرشیؔ بحکمِ شاہِ جہاں، روک دی گئی

24 اگست 2019 بروز ہفتہ

ہے کیسی مسیحائی؟؟

ارشاد عرشی ملک

ہے کیسی مسیحائی؟ مری سانس ہوئی بند
للہ مریضوں کی کرو چارہ گری بند

انسان ہوں پیارو، کوئی روبوٹ نہیں ہوں
کس طرح سے کر پاؤ گے تم سوچ مری بند

فرمان ہے حاکم کا کہ کھولو نہ زبانیں
آنکھیں ہوں بھلے کان ہوں، رکھنے ہیں سبھی بند

منظر وہی دیکھو، جو دکھائیں تمہیں آقا
اک آن میں کر سکتے ہیں وہ زندہ دلی بند

بِن پوچھے کسی اور سے رکھا جو تعلق
ہو جائے گی اپنوں سے تعلق کی گلی بند

پہنچے نہ جہاں تک کوئی جھونکا بھی ہوا کا
اُس گنبدِ بے در میں ہوئے آہ سبھی بند

ہم بِھیڑ ہیں آقاؤں کی سطوت کی علامت

زیرک ہیں وہ کر لیتے ہیں شیشے میں پَری بند

ان ہونی کوئی بات اگر ہو تو سمجھنا

کچھ لوگ تھے، کر پائے نہ آواز مری بند

ہم سر پھرے لوگوں میں یہی عیب ہے عرشیؔ

کر پاتے نہیں، اپنی ہی آشفتہ سری بند

لاریب، تذبذب میں ہیں عرشیؔ ترے قاری

شائد اسی کارن ہوئی "لائیک" کی جھڑی بند

24 اگست 2019 ہفتہ

قفس سے مانوسیت

ارشاد عرشی ملک

سچائی کی خوشبو کو، یہ پہچان نہ پائیں
ہر شئے میں فقط، فتنہ و شازش ہی کو سُونگھیں

مانوس قفس سے ہوئے، اس درجہ پرندے
کھولے کوئی کنڈی تو یہ ماریں اُسے ٹھونگیں

اپنے پیارے رب کی حمد و ثنا

25 اگست 2019 بروز اتوار

پہلے کارِ محال دیتا ہے
پھر اچھوتے خیال دیتا ہے

ہاتھ میں خود قلم تھماتا ہے
خواہش، عرضِ حال دیتا ہے

لفظ دیتا ہے پھر بیاں کے لئے
بے ہنر کو کمال دیتا ہے

زخم دے کر، وہ ازرہِ شفقت

درد کا ریگ مال دیتا ہے

اُس کی خود دیکھ بھال کرتا ہے

دل جسے پائمال دیتا ہے

خود ہی دیتا ہے اَن چھُوئی خوشیاں

پھر انوکھے ملال، دیتا ہے

چھپتا رہتا ہے، چَھب دکھا کر وہ

مجھ کو شوقِ وصال، دیتا ہے

چین سے بیٹھنے نہیں دیتا

دل کو ذوقِ دھمال، دیتا ہے

دیتا رہتا ہے وہ، بِنا مانگے

مانگتی ہوں تو ٹال، دیتا ہے

غرق کر کے وہ بحرِ حیرت میں

مجھ کو اِذنِ سوال، دیتا ہے

خود ہی دل میں جنون بھرتا ہے

خود ہی پھر اعتدال، دیتا ہے

بے کراں بحرِ معرفت میں مجھے

خود اُٹھا کر اُچھال، دیتا ہے

سچ کا دامن جو تھام لے، اس کی

روح تک کو اُجال، دیتا ہے

اُس کا دستِ کرم نہیں تھکتا

سب کو وہ حسبِ حال، دیتا ہے

پہلے دیتا ہے عجز و لاچاری

پھر وہ جاہ و جلال، دیتا ہے

اُس کے عاشق، اسی کے رسیا ہیں

جو بھی دے وہ کمال، دیتا ہے

جھوم اٹھتی ہے شاعری اپنی

قال کو جب وہ حال، دیتا ہے

دل پہ ہیبت اسی کی طاری ہے

جو عروج وزوال، دیتا ہے

علم کا ذکر کر کے قُرآں میں

وہ قلم کی مثال، دیتا ہے

حق چھُپائے کوئی جو دانستہ

اُس کے دل کو وبال، دیتا ہے

ضد پہ جو بے سبب اڑے اس کی

عقل پر قُفل ڈال، دیتا ہے

شعر آتے ہیں اِک تسلسل سے

جب وہ رزقِ خیال، دیتا ہے

رُوح لفظوں میں پھونکتا ہے وہی

جان مرُدوں میں ڈال، دیتا ہے

حی و قیوم ہے مرَا مولا

آپ اپنی مثال، دیتا ہے

میں تو مَیلی ہوں، وہ مگر عرشی

رحم کھا کر اُجال، دیتا ہے

عقیدت کا خراج

ارشاد عرشی ملک

آب نہیں سجتا تمہارے سر پہ دیں داری کا تاج
تم نے نسلوں تک لیا، ہم سے عقیدت کا خراج

سو برس سہتے رہے گو لوگ دھونس اور دھمکیاں
وقفے وقفے سے اُٹھی لیکن صدائے احتجاج

اور ہوں گے وہ، ڈرائیں جن کو گیدڑ بھبھکیاں

اپنے دل پر ہے فقط اللہ کی سطوت کا راج

دھیرے دھیرے پھٹ رہا ہے کُرتہِ روحانیت

آپ کو ہو گی لباسِ عافیت کی احتیاج

ظلم ہے سچی گواہی کو چھپانا ظلم ہے

دیر تک چلتا نہیں، یہ تاناشاہی سامراج

دیکھتی آنکھوں، کھُلے کانوں کا موسم آگیا

اب نہیں چل پائے گا دہشت کا، فرسودہ رواج

میڈیا نے ہر بڑے چھوٹے کی آنکھیں کھول دیں

آخرش بدلا خدا کے فضل ورحمت سے سماج

راہِ صادق پر چلے تھے آ ملے جُل کر سبھی

راہ سے بھٹکا گیا، اک بوالہوس، رنگیں مزاج

رحم کھا کر جب خدا روشن کرے کوئی دیا

جو بجھائے، اُس کا ہو گا ظالموں میں اندراج

قرض ہے سب پر ادا کرنا متاعِ اصل کا

دن بدن بڑھتا چلا جائے گا ورنہ یہ بیاج

میں تو چُپ رہ لوں، یہ چُپ رہتا نہیں میرا قلم

مجھ سے کہتا ہے تجھے سچائی کی رکھنی ہے لاج

گرچہ اب تک ہیں مرے اشعار حرفِ مُشتبہ
محکمہ بن جائیں گے گر آیا وقتِ احتیاج

خونِ دل سے ہی لکھی جاتی ہے ایسی ہر سطر
ہم کو کب درکار ہے حرفِ مدح، حرفِ خراج

لازماً اِک روز ہو جائے گا چھوٹا، ہر بڑا
لازماً ہو جائے گا، انصاف و حق گوئی کا راج

کذب کے عرصئہ تعاقب میں چلا آتا ہے سچ
سب کو دینا ہے، حسابِ معصیت کل ہو کہ آج

آواز کھری بند

ارشاد عرشی ملک

کرتے ہیں گلا گھونٹ کے، آوازِ جَری بند
چیخو تو وہ کہتے ہیں، کرو نوحہ گری بند

مئے خانے سے مئے خواروں کو جانے نہیں دیتے
اور خود بھی کئے بیٹھے ہیں وہ ساقی گری بند

رہبر ہو تو آؤ ناں، کوئی راہ سُجھاؤ
گر آ نہیں سکتے تو کرو راہبری بند

کچھ لوگ بنے بیٹھے ہیں خالق کے چنیدہ

افسوس کہ اُن پر بھی ہے الہام و وحی بند

جو قوم بھی تنخواہ پہ رکھنے لگے عالم

ہو جاتے ہیں اس قوم میں ابدال و ولی بند

غیروں سے رہا آپ کو تا عمر یہ شکوہ

کرتے ہیں بہت ظلم سے وہ راہِ نبی بند

اب آپ کو تھوڑی سی جو طاقت ہوئی حاصل

تو آپ نے کر دی ہے مجدد کی گلی بند

شائد کہ وہ اللہ کی رحمت کی ہو دستک

کس واسطے کرتے ہو کواڑوں کو سبھی بند

غزلیں وہی اچھی جو خوشامد سے بھری ہوں

اس دورِ ستائش میں ہوئی نظم کھری بند

جب لوگ دلائل سے تہی دست ہوں عرشی

کرتے ہیں وہ آوازِ مخالف کو تبھی بند

26 اگست 2019 بروز سوموار

خسارے میں ہے

ارشاد عرشی ملک

جس کو حق کا نہیں عرفان، خسارے میں ہے

چاہے کتنا بھی ہو ذی شان، خسارے میں ہے

ہوش میں آؤ کہ ہر جان، خسارے میں ہے

ہے قسم وقت کی انسان، خسارے میں ہے

پڑھ تو لیتا ہے، عمل میں نہیں لاتا اس کو

جو سمجھتا نہیں قرآن، خسارے میں ہے

چین ہی چین رہا بند تھیں جب تک آنکھیں

اب مرا دیدۂ حیران، خسارے میں ہے

روزِ محشر سبھی اعمال کی پُرسش ہو گی

جس کو بھی شک ہے، وہ نادان، خسارے میں ہے

حیف اس پر ہے جو بندوں کو خدا سمجھا ہے

جس کو رب کی نہیں پہچان، خسارے میں ہے

وقت گفتار کا طالب نہیں، کردار کا ہے

اچھا، اچھا کی یہ گردان، خسارے میں ہے

آیئے کیجئے سرِ بزم وضاحت، ورنہ

آپ کی پاکیِ دامان، خسارے میں ہے

آگہی کھول ہی دیتی ہے دریچے سارے

وہ جو تم پر تھا مجھے مان، خسارے میں ہے

راگ جو آپ نے گانے تھے، وہ گائے برسوں
اب وہ سُر ٹھیک نہیں تان، خسارے میں ہے

آپ کہتے ہیں رعایا کا ہے گھاٹا اس میں
ہم یہ کہتے ہیں کہ سلطان، خسارے میں ہے

طفلِ ناداں ہے، جو موسیٰ کے مقابل آئے
وہ ہو فرعون کہ ہامان، خسارے میں ہے

جی میں جو آئے، وہ لکھنا نہیں اچھا عرشی
سوچ لینا ترا دیوان، خسارے میں ہے

27 اگست 2019 بروز منگل

مجھے چُنا

ارشاد عرشی ملک

تیروں کی نوک، اُن کی چُبھن نے مجھے چُنا

لبیک، آپ کے دار و رسن نے مجھے چُنا

مجھ کو گماں تھا، راہِ کٹھن میں نے خود چُنی

آخر کھلا کہ راہِ کٹھن نے مجھے چُنا

سچ کی صلیب، زہر کا پیالہ ہے سامنے

سقراط تیری رسمِ کہن نے مجھے چُنا

در پیش رونقوں کو نیا امتحان تھا

تنہائیوں کی قیدِ محن نے مجھے چُنا

اُس شہر میں رواج تھا زندوں کے دفن کا

پھر حکمِ بے اماں کے کفن نے مجھے چُنا

راہِ سُخن کو چھوڑ چُکی تھی میں پیشتر

کر کے تلاش، راہِ سخن نے مجھے چُنا

عرشیؔ ہر ایک مجھ پہ اٹھاتا ہے انگلیاں
سُرخی ہوں میں، خبر کے متن نے مجھے چُنا

دائمی وعدہ کا دن

ارشاد عرشی ملک

تھا ہر اِک مومن کا ارماں، دائمی وعدہ کا دن
مہدیِ دوراں کا فرماں، دائمی وعدہ کا دن

ہے بہت وعدوں کا سچا، دوستو اپنا خدا
ہو گیا پورا وہ پیماں، دائمی وعدہ کا دن

اِک مجسم قدرتِ ربی تھا مہدی کا وجود
دوسری قدرت کا عنواں، دائمی وعدہ کا دن

ہو گیا روح القُدس پا کر کھڑا اِک مہرباں
ہے خدا کا فضل واحساں، دائمی وعدہ کا دن

اب خدا کے واسطے، کرنی ہے تلخی اختیار
طالبِ صد چاک داماں، دائمی وعدہ کا دن

ترک کر دو لذتوں کو تا کہ راضی ہو خدا
گل نہ کر دے نورِ ایماں، دائمی وعدہ کا دن

لذت وعزت کو چھوڑو، مال وجاں کو چھوڑ دو

تلخیِ بے حد کا خواہاں، دائمی وعدہ کا دن

اِک قدم بڑھا کے بن جاؤ خدا کی خاص قوم
ہے نشانِ ربِ رحماں، دائمی وعدہ کا دن

گر ہے دنیا کی ملونی، تو کرے گا لازماً
منکروں کو مثلِ شیطاں، دائمی وعدہ کا دن

ابتلا بھی اس کی جھولی میں ہیں اور برکات بھی
بھر کے لے آیا ہے داماں، دائمی وعدہ کا دن

ہر صدی کے سر پہ کرتا ہے خدا تجدیدِ دیں
تازگیِ دیں کا ساماں، دائمی وعدہ کا دن

گر خدا طلبی کا خواہاں صدق سے رکھے قدم

ہو گا عرشی دستِ یزداں، دائمی وعدہ کا دن

28 اگست 2019 بروز بدھ

جلتے سُرخ انگارے کو

ارشاد عرشی ملک

کون سمجھتا شہرِ ستم میں عرشی حق کے نعرے کو

سب نے ہر پہلو سے جانچا، نفعے اور خسارے کو

دورِ کذب وریا میں لوگو، سچ کا کہنا سہل نہیں

ہم نے اپنے ہاتھ پہ رکھا، جلتے سُرخ انگارے کو

بے نامی کی ٹوٹی پھوٹی چوکھٹ پر آ بیٹھے ہیں

ہم نے اپنے ہاتھوں ڈھایا، شہرت کے چوبارے کو

سچائی تو گم ہُوئی، اب رونق میلے باقی ہیں

سب دیوانہ کہتے ہیں، حق کے طالب بے چارے کو

زندہ لوگ ہی دورِ جنوں میں ہنس کر طوق پہنتے ہیں

قبر و کفن ہی کافی ہیں، بے حِس مردے بے چارے کو

کھولو دلوں کی کھڑکیاں

ارشاد عرشی ملک

کس سوچ میں ہو مبتلا، کھولو دلوں کی کھڑکیاں
ایمان کا چکھ لو مزہ، کھولو دلوں کی کھڑکیاں

جس شخص کے تھے منتظر، اہلِ یقیں اہلِ نظر
وہ آگیا، وہ آگیا، کھولو دلوں کی کھڑکیاں

کہتا ہے جو اس کو سنو، لکھتا ہے جو اس کو پڑھو
یہ فرض بھی کر دو ادا، کھولو دلوں کی کھڑکیاں

موسم مکمل حبس کا، تھا ہر طرف پھیلا ہوا
اب آئی ہے ٹھنڈی ہوا، کھولو دلوں کی کھڑکیاں

اب بے رُخی اتنی بھی کیا، کانوں میں مت دو انگلیاں
کہتا ہے جو سُن لو ذرا، کھولو دلوں کی کھڑکیاں

برتن جو اوندھے تھے دھرے، برسات میں بھی کب بھرے
گو رات دن برسی گھٹا، کھولو دلوں کی کھڑکیاں

جب بھی کوئی داعی ہوا، روح القدس پا کر کھڑا
ہر قوم نے جھٹلا دیا، کھولو دلوں کی کھڑکیاں

تکذیب پر باندھی کمر، چھوڑی نہیں کوئی کسر
بس بھی کرو یہ سلسلہ، کھولو دلوں کی کھڑکیاں

جب تک نہ بھیجے نامہ بر، کرتا نہیں خالق پکڑ
دیتا نہیں ہرگز سزا، کھولو دلوں کی کھڑکیاں

کوڑا اگر تعزیر کا، جب قومِ مفسد پر پڑا
پھر بَن گئے عبرت کی جا، کھولو دلوں کی کھڑکیاں

دل پر گزرتی ہے گراں، گو بے رُخیِ ہمرہاں
دینی تو ہے لیکن صدا، کھولو دلوں کی کھڑکیاں

اپنی تو خواہش ہے عیاں، ہم پیش کر دیں نذرِ جاں
آگے جو مولا کا رضا، کھولو دلوں کی کھڑکیاں

تھی خشک دل کی سرزمیں، میں شعر لکھ سکتی نہ تھی

برسی مگر کھل کر گھٹا، کھولو دلوں کی کھڑکیاں

عرشی تم اپنا ہم و غم، اوراق پر کر دو رقم
یہ فرض بھی کر دو ادا، کھولو دلوں کی کھڑکیاں

اپنا تو چارہ گر خدا، جو ہر مرض کی ہے دوا
ہتھیار ہے اپنا دعا، کھولو دلوں کی کھڑکیاں

****

نوُر حاصل کرو سورۃ النوُر سے

ارشاد عرشی ملک

دیں کی شوکت نہیں، شورِ جمہور سے

نوُر حاصل کرو سورۃ النُور سے

سارے تیرہ پرستوں کو غش آگیا
جب بھی تازہ تجلی ہوئی طُور سے

مت لگاؤ لبوں پر خدا کے مہرُ
مت لڑو غافلو، ربِ غیور سے

راہ اندھے کو اندھا، دکھاتا نہیں
کیوں گریزاں ہو الہام کے نُور سے

جس پہ چاہے کرے فضل رب الوریٰ
لے اجازت وہ کیا، تم سے مجبور سے ؟

شوکتِ دینِ اسلام ہے دائمی

کھل گیا ہے، مجدد کے دستور سے

گر تمہیں لوگ ہو، اُمتِ بہتریں

کیوں ہو قُربِ الہیٰ سے مہجور سے؟

اپنی جد وجہد پر ہے گر منحصر

آپ بھی آگ لے آیئے طُور سے

بد زبانی میں جو لوگ مشہور ہیں

ہیں دلائل کے میداں میں معذور سے

جبر اور صبر کا معرکہ یوں ہوا

جیسے تتلی لڑے زرد زنبور سے

اُن کو بینائی باطن کی ملتی نہیں

لوگ دُنیا میں جو بھی ہیں، مغرور سے

تجھ کو چھوٹی لگے کوئی شئے تو سمجھ

تُو نے دیکھا تکبر سے یا دُور سے

بن کے بیٹھے تھے جو دین کے پہلواں

ہو گئے ڈھیر، اک وارِ بھرپور سے

چُوم کر طوق پہنیں گے بے خوف ہم

کم نہیں ہیں کسی طور منصور سے

دل پہ تازہ تجلی ہوئی نور کی

ہو گئے روز و شب اپنے مخمور سے

فہم ہے جس میں پڑھ لے وہ تحریر سے

ہم تو کہتے نہیں شعر مستور سے

اَن گنت خوف ہیں اُن کو گھیرے ہوئے

لوگ گرچہ بظاہر ہیں مسرور سے

ہم کو راہوں کی عسرتی خبر ہی نہ تھی

ہم درِ خاص پر آئے مقدور سے

14 ستمبر 2019 بروز ہفتہ

کہوں یا نہ کہوں

(حصہ اول)

ارشاد عرشی ملک

سوچ ہے طالبِ اظہار، کہوں یا نہ کہوں

حرفِ حق آج سرِ دار، کہوں یا نہ کہوں

خوشنما ناؤ کا پیندا ہے، شکستہ یارو

اور دیمک زدہ پتوار، کہوں یا نہ کہوں

زندہ انساں نہیں، انسانوں ہیں وہاں
ہائے وہ شہرِ پُر اَسرار، کہوں یا نہ کہوں

جس پہ برسوں ہوئی لفظوں کی ملمع کاری
آج لرزاں ہے وہ مینار، کہوں یا نہ کہوں

جن کو کہتے ہیں کہ تاریخ کھنگالو اپنی
وہ ہیں آمادۂ پیکار، کہوں یا نہ کہوں

اُلفتیں بانٹتے کچھ لوگ ملے ہیں، جن کی
آستینوں میں ہے تلوار، کہوں یا نہ کہوں

رابطہ جب سے بھرے شہر سے موقوف ہوا

کھل گیا دل میں درِ یار، کہوں یا نہ کہوں

حق کے طالب کو کسی اور سے کیا لینا ہے

اُس کا مطلوب ہے دلدار، کہوں یا نہ کہوں

دل جو سُلگے تو اُمڈ آتی ہیں غزلیں عرشی

"سینکڑوں سُن کے بھی دو چار، کہوں یا نہ کہوں"

یہ زمیں داغ کی زرخیز بہت ہے عرشی

اور پھر سادہ و ہموار، کہوں یا نہ کہوں

کہوں یا نہ کہوں

(حصہ دوم)

ارشاد عرشی ملک

باتِ سچی سرِ دربار، کہوں یا نہ کہوں
شہر اُن کا ہے طرفدار، کہوں یا نہ کہوں

آشنا چہرے سبھی غیر ہوئے جاتے ہیں
گھر بھی کُوفہ کا ہے بازار، کہوں یا نہ کہوں

چند قاری تھے مرے، وہ بھی ہیں صُمم بُکمن
حبس رُت ہے نئے اشعار، کہوں یا نہ کہوں

میرے کُوچے سے دبے پاؤں گزر جاتے ہیں

عافیت سب کو ہے درکار، کہوں یا نہ کہوں

رقص کرتا ہے قلم، شوکتِ افکار لئے

پوچھتا ہی نہیں، سرکار، کہوں یا نہ کہوں

طائرِ فکر کو آزادیِ پرواز ملی

زندگی بن گئی تہوار، کہوں یا نہ کہوں

لوگ ہیں دانا و بیدار، سمجھ لیتے ہیں

میں بھلے کھل کے یہ گفتار، کہوں یا نہ کہوں

اوڑھ رکھتے ہیں تغافل جو بظاہر عرشیؔ

دیکھتے ہیں مرے اشعار، کہوں یا نہ کہوں

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا

ارشاد عرشی ملک

خدا کے بالمقابل جو بھی آیا مُنہ کی کھائے گا

"نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا"

کسی ماموِر ربانی کو جھٹلانا نہیں اچھا

پھر اپنی طاقت و کثرت پہ اترانا نہیں اچھا

گزشتہ منکروں کے قول دھرانا نہیں اچھا

خدا کے سامنے، خَم ٹھونک کر آنا نہیں اچھا

تکبر آگ بن کر سارے خرمن کو جلائے گا

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا

بہت ہی عاجزی کے بھیس میں مامور آتے ہیں

جنہیں طاقت میسر ہو، وہ کب ایمان لاتے ہیں

تمسخر، جبر اور تکذیب کرتے، دل دکھاتے ہیں

بلآخر شوخ چشمی سے بہت نقصان اٹھاتے ہیں

وہی خوش بخت ہے جو عجز کو شیوہ بنائے گا

"نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا"

خدا کے فضلِ بے پایاں کو بے توقیر مت کرنا

نشانِ تازہ و نایاب کی تحقیر مت کرنا

جو بات آسان و سادہ ہے، اسے گھمبیر مت کرنا

اگر تقدیر آ گھیرے تو پھر تدبیر مت کرنا

بہت ظالم ہے جو سچی گواہی کو چھپائے گا

"نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا"

کسی بھی مفتری میں استقامت ہو نہیں سکتی

کسی جھوٹے سے ظاہر، یہ کرامت ہو نہیں سکتی

یہ مت سمجھو کہ سچے کو ملامت ہو نہیں سکتی

ملامت ہو تو سکتی ہے، ندامت ہو نہیں سکتی

خدا توفیق دے جس کو وہی یہ بار اُٹھائے گا

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا

خدا کے مرسلوں کے راستوں کو بند مت کیجے

خدا کو اپنے احکامات کا پابند مت کیجے

خود اپنے آپ کو ظلمات کا فرزند مت کیجے

خُدارا، نفرت و اخراج کو دو چند مت کیجے

خدا کا قہر ورنہ چار سُو، اک حشر ڈھائے گا

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا

خدا کے در پہ جھک جاؤ، اسی سے روشنی مانگو

یہ دور اہا کڑا اک ابتلا ہے، راستی مانگو

بچو ہر بد ظنی سے، قلب کی پاکیزگی مانگو

خدائی مت کرو، رو رو کے طرزِ بندگی مانگو

اسیری سے رہائی، کوئی خوش قسمت ہی پائے گا

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا

20 ستمبر 2019 بروز جمعہ

خوش آمدید

ارشاد عرشی ملک

جس کو کچھ کھونے کا ڈر ہے

جائے، سمجھوتے کرے

جو نفعوں کا منتظر ہے

جائے سمجھوتے کرے

کیا ہے دامن میں تمہارے

جو کسی کو دے سکو

تم تو خواہاں ہو کہ جس سے

جس قدر ہو لے سکو

داخلی میرا خزانہ

داخلی دولت مری

داخلی میری مسرت

داخلی راحت مری

جو شکایت ہے تمہیں

وہ ہے تمہارا مسئلہ

دیکھ لیں گے، جب کبھی

ہو گا ہمارا مسئلہ

جس قدر بھی تم سجا لو

حبسِ بے پایاں ہی ہے

گرچہ ہو آرام دہ

زنداں مگر زنداں ہی ہے

مجھ کو کافی ہے

مری صحبت، مری تنہائیاں

چلتے پھرتے لوگ لگتے ہیں

مجھے پرچھائیاں

مجھ کو میرا اپنا پن

اور سادگی محبوب ہے

آپ کا حرفِ ستائش

کب مجھے مطلوب ہے

مجھ کو عرشی، آگہی

جیون سے کرنی ہے کشید

زندگی جس روپ میں آئے

اُسے خوش آمدید

21 ستمبر 2019 بروز ہفتہ

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

بندوں کے آگے بندگی

کر نہیں پائیں گے ہم، بندوں کے آگے بندگی

چاپلوسی، کاسہ لیسی ہے نری شرمندگی

اُڑتے رہنا ہے فضا میں، سانس ٹوٹے یار ہے

اپنی شرطوں پر ہمیں جینی ہے اپنی زندگی

پنڈتو، رہبرو، عالمو، حاکمو!!!

ارشاد عرشی ملک

پنڈتو، رہبرو، عالمو، حاکمو!!!

کب تلک نقشِ پا پر تمہارے چلیں؟

تم بصارت، بصیرت سے نا آشنا

خود پسندی کی تپِ دِق میں ہو مبتلا

چاہتے ہو کہ ہم کو سناتے رہو

جہل و نفرت، تعصب سے پُر لوریاں

جیتے جی ہم رہیں بن کے کٹھ پُتلیاں

پنڈتو، رہبرو، عالمو، حاکمو!!!

تُم مصُر ہو کہ پابند ہم کو کرو

فکر و دانش کو یکسر اپاہج کرو

اور پھر ہم پہ احسان دھرتے ہوئے

ہم کو دو مرُدہ لفظوں کی بے ساکھیاں

ہم رٹائے ہوئے خشک اسباق کی

نسل در نسل پیہم جگالی کریں

ہم کمائیں، تمہارے خزانے بھریں

تم کو ظلِ الٰہی سمجھتے ہوئے

جو بھی ہے تم پہ ہنس کر نچھاور کریں

پنڈتو، رہبرو، عالمو، حاکمو!!!

حوصلہ مند ماؤں نے ہم کو جنا

ہم خرد مند باپوں کی اولاد ہیں

ہم کو طوقِ غلامی نہ پہناؤ تم

عبد ہیں ربِ کعبہ کے، آزاد ہیں

پر تمہارے رچائے ہوئے ڈھونگ سے

سخت بے زار ہیں، سخت ناشاد ہیں

پنڈتو، رہبرو، عالمو، حاکمو!!!

12 نومبر 2019 بروز منگل۔ صبح 11 بجے

مُوتُوا قبلَ ان تمُوتُوا

(موت سے قبل مر جاؤ)

یعنی اپنے نفسانی جذبات پر موت طاری کر لو

ارشاد عرشیؔ ملک

دیں ہو دُنیا پر مقُدم، اے گدائے زندگی

مُوتُوا قبلَ ان تمُوتُوا، مُدعائے زندگی

وہ جو پیمانِ وفا تھا، یاد بھی ہے یا نہیں؟

خم نہیں کرنی ہے، غیر اللہ کے آگے جبیں

شرک سے کیا مُجتنب ہو تم فدائے زندگی؟؟

موتُوا قبلَ ان تموُتوا، مُدعائے زندگی

رنج و راحت میں سدا، اللہ سے راضی رہو

اُس کو پانے کے لئے، جو دُکھ ملے، ہنس کر سہو

بَس اسی کڑوی دوا میں ہے، شفائے زندگی

موتُوا قبلَ ان تموُتوا، مُدعائے زندگی

جھوٹ و بد نظری کو چھوڑو، چھوڑ دو فِسق و فجور

جوشِ نفسانی سے ہو جاتا ہے کچھ نقصاں ضرور

تُم کو پچھتاؤں میں نہ ڈالے بلائے زندگی

موتُوا قبلَ ان تموُتوا، مُدعائے زندگی

لازمی پانچوں نمازیں اور استغفار ہے

لازمی رکھنا دُعا کا ہاتھ میں ہتھیار ہے

چاہِ نفسِ مطمئنہ، منتہائے زندگی

موتُوا قبلَ ان تموُتوا، مُدعائے زندگی

اتباعِ رسم، لہو ولعب سے باز آؤ تم

اپنا دستور العمل، قرآن کو ٹھہراؤ تم

یہ نہ ہو کل حشر میں بُھگتو سزائے زندگی

موتُوا قبلَ ان تموُتوا، مُدعائے زندگی

چھوڑ دو پیار و تکبر اور نخوت چھوڑ دو

عاجزی اپناؤ، نفسانی بُتوں کو توڑ دو

تب کھلیں گے تم پہ عرشیؔ رازہائے زندگی

موتُوا قبلَ ان تموُتوا، مُدعائے زندگی

موت سے پہلے ہی مرنے پہ سدا راضی رہو

کارگاہِ زندگی میں کامراں، غازی رہو

کوئی سمجھوتہ نہ کرنا، تم برائے زندگی

موتُوا قبلَ ان تموُتوا، مُدعائے زندگی

جم کے ہمدردی کرو اللہ کی مخلوق سے

ہر گھڑی ڈرتے رہو بے کس دلوں کی ہُوک سے

ہوں اخُوت سے معطر کوچہ ہائے زندگی

موتُوا قبلَ ان تموُتوا، مُدعائے زندگی

20 دسمبر 2019 بروز جمعہ

آزادیِ ضمیر

ارشاد عرشی ملک

اِک راہِ اُستوار ہے آزادیِ ضمیر
اور امن کا حصار ہے آزادیِ ضمیر

آزادیِ ضمیر نبیؐ کا جہاد تھا
سو اب بھی برقرار ہے آزادیِ ضمیر

اسلام میں کسی پہ دروغہ نہیں کوئی
اک حُسنِ اعتبار ہے آزادیِ ضمیر

دیں میں نہیں ہے جبر، یہ اللہ نے کہا

پر آمروں پہ بار ہے آزادیِ ضمیر

ہر شخص اپنی سوچ کا خود ذمہ دار ہے

ہر اک پہ آشکار ہے آزادیِ ضمیر

انصاف کی فضا سے معطر ہو زندگی

کب سے اُمیدوار ہے آزادیِ ضمیر

انساں کی سوچ و فکر کو پامال مت کرو

انسان کا وقار ہے آزادیِ ضمیر

ہر اک کو اپنی قبر میں جانا ہے آخرش

ہر اک کا اختیار ہے آزادیِ ضمیر

بندوں کو حق ہے سوچ کو کھل کر بیاں کریں

کیوں ان کو ناگوار ہے آزادیِ ضمیر

متکبروں نے پاؤں کی جوتی سمجھ لیا

سو آج داغ دار ہے آزادیِ ضمیر

ہم کو بشر کی سوچ پہ قدغن نہیں قبول

سو حرفِ اختصار ہے آزادیِ ضمیر

کچھ جابروں کے جبر سے ماضی و حال میں

افسوس شرمسار ہے آزادیِ ضمیر

فصلِ خزاں کی مثل ہیں یہ جبر کی رُتیں
اور موسمِ بہار ہے آزادیِ ضمیر

تعزیری کاروائیاں مت کیجئیے جناب
پہلے ہی تار تار ہے آزادیِ ضمیر

وہ پیچ وتاب کھاتے ہیں اظہارِ رائے پر
یوں جبر کا شکار ہے آزادیِ ضمیر

جو حق دیا خدا نے اسے چھینتے ہیں آپ
اس واسطے فگار ہے آزادیِ ضمیر

کچھ بے دماغ، سوچ سے عاری نفوس کے
اعصاب پر سوار ہے آزادیِ ضمیر

ہر سوچ و فکر جُرم ہے، اظہار جُرم ہے
گویا کہ فتنہ کار ہے آزادیِ ضمیر

واری گئیں ہیں جانیں نظریات کے لئے
پُر پیچ خارزار ہے آزادیِ ضمیر

اکیسویں صدی میں یہ تالے زبان پر
کس درجہ دلفگار ہے آزادیِ ضمیر

انسان مر بھی جائے تو مرتی نہیں ہے سوچ

اُٹھتا ہوا غبار ہے آزادیِ ضمیر

عرشی یہ دل کی جھیل میں طوفاں کی مثل ہے

گویا نگاہِ یار ہے آزادیِ ضمیر

21 دسمبر 2019 بروز ہفتہ

ہائے۔۔ وہ پروانے لوگ

ارشاد عرشی ملک

آنکھوں میں کچھ خواب سجائے، نکلے تھے دیوانے لوگ

فرشِ زمیں پر رینگ رہے ہیں، ہائے وہ پروانے لوگ

کیسے سچ کا ساتھ نبھائیں، کیسے حق کی بات کریں

رکھتے ہوں جب شہرِ وفا میں خود دوہرے پیمانے لوگ

نام خدا کا جپنے والے، بغلوں میں بُت رکھتے ہیں

غیرِ خدا کو بڑھ بڑھ کر خود دیتے ہیں نذرانے لوگ

وہ تقویٰ، وہ حق گوئی، بے غرضی، خواب، خیال ہوئی

ہر پَل بُنتے رہتے ہیں اغراض کے تانے بانے لوگ

جس بستی میں کاسہ لیسی، نوٹ کی صورت رائج ہو

اس بستی میں کیسے آئیں، اپنامان گنوانے لوگ

مہنگے مہنگے ملبوسوں میں، سستے سستے لوگ ملے
محفل محفل گھوم رہے ہیں، دام اپنے لگوانے لوگ

میرے سُچے لفظوں کو بھی، وہ فرسودہ کہتے ہیں
اپنی بے ڈھب بات کو بھی آجاتے ہیں فرمانے لوگ

بُغض وانا کے قیدی بن کر، جب اپنے ٹھکراتے ہیں
تھام لیا کرتے ہیں بڑھ کر ایسے میں انجانے لوگ

حق روکوں تو دل پھٹتا ہے، کہدوں تو سَر پھٹتا ہے
عرشی میرے حال سے واقف، دُور اندیش سیانے لوگ

تازہ کلام

23 دسمبر 2019 بروز سوموار

گوسالہ سامری کا

(حصہ اول)

ارشاد عرشی ملک

ہر دل پہ گو عیاں ہے، گوسالہ سامری کا

پر چھوڑنا گراں ہے، گوسالہ سامری کا

قُرآن ہے بغل میں ہونٹوں پہ ہیں حدیثیں

پر خون میں رواں ہے، گوسالہ سامری کا

پالا گیا کھلا کر، یہ سیم و زر کا چارہ

اب گبھرو نوجواں ہے، گوسالہ سامری کا

کاندھوں پہ اس کو لے کر پھرتے ہیں سب پُجاری

محبوبِ عاشقاں ہے، گوسالہ سامری کا

ہے خوشنما سنہری، زر سے گھڑا گیا ہے

زر کا ہی قدرداں ہے، گوسالہ سامری کا

کاریگری ہے ایسی، آواز خوشنما ہے

تسکینِ کارواں ہے، گوسالہ سامری کا

سارے جہاں کو اس سے مرعوب کر رہے ہیں

تصویری پہلواں ہے، گوسالہ سامری کا

چُوری فخَر کی کھا کر کرتے ہیں یہ منادی

مولا کا ترجماں ہے، گوسالہ سامری کا

سائے میں گرچہ بیٹھی، خلقت جُھلس رہی ہے

پر ضد کہ سائباں ہے، گوسالہ سامری کا

بیلیں، درخت، پودے، ذوقِ نَمو سے عاری

نقارہِ خزاں ہے، گوسالہ سامری کا

پردے میں دیں کے عرشی اک ظاہری نمائش

اموال کا زیاں ہے، گوسالہ سامری کا

گوسالہ سامری کا

(حصہ دوم)

ارشاد عرشی ملک

بے وقت کی اذاں ہے، گوسالہ سامری کا

ایماں کا امتحاں ہے، گوسالہ سامری کا

ہے بے کسوں پہ جابر، طاقت کے پر مقابل

خود مثلِ چاکراں ہے، گوسالہ سامری کا

مغرور ہستیوں کی، موقع پرستیوں کی

پُر پیچ داستاں ہے، گوسالہ سامری کا

بخشی ہے جس کسی کو مولا نے چشمِ بینا

کہتا ہے بے ایماں ہے، گوسالہ سامری کا

رہتا ہے کچھ دلوں میں بچھڑے کا عشق دائم

جب ہی تو کامراں ہے، گوسالہ سامری کا

اک دیوتا کی مانند، اس کی کریں پرستش

ہر اک کی جانِ جاں ہے، گوسالہ سامری کا

جبریل کے قدم کی مٹی ہے اس میں شامل

بے شک بہت گراں ہے، گوسالہ سامری کا

دنیا کو دے رہا ہے، اک امن کی بشارت

خود شہرِ بے اماں ہے، گوسالہ سامری کا

سب جان و مال وارو، نادان پیروکارو

مولا کا آستاں ہے، گوسالہ سامری کا

ہر دورِ خسروی کی اپنی ہی بدعتیں ہیں

اب اپنے درمیاں ہے، گوسالہ سامری کا

کر دے گا کوئی موسیٰ، عرشی طلسم باطل

کچھ دن کا میہماں ہے، گوسالہ سامری کا

خودی ایک نایاب جوہر

اشرف المخلوق ہو کر بھی رہے گا وہ ملول

جو خودی کے گوہرِ نایاب کو سمجھے فضول

ارذل و نادان کتّے میں بھی ہے اتنا شعور

وہ بھی کتُے کی غُلامی کو نہیں کرتا قبول

ارشاد عرشی ملک

شاعری کیا ہے

آئینۂ ذات کی کچھ کرچیاں ہے شاعری

پھول کی خوشبو سے کچھ سرگوشیاں ہے شاعری

اپنی اپنی فہم کے عرشی ہیں سب قاری اسیر

سمتِ نامعلوم کی کچھ جھلکیاں ہے شاعری

ارشاد عرشی ملک

جی حضوری

بے شعوری سے بچو، ہے بے شعوری المیہ

علم و فہم و عقل سے، اس درجہ دُوری المیہ

چھوڑ کر اللہ کو بندوں سے کچھ بھی مانگنا

بے حسوں کے در پہ عرشیؔ، جی حضوری المیہ

کھنکتی خاک

نہیں بے کار کا غوغا، دلِ صد چاک ہے عرشی

کھڑی ہے حق کے منبر پر، جبھی بے باک ہے عرشی

سرِ محفل وہ کہتی ہے، جسے تم سُن نہیں سکتے

اگرچہ خاک ہے، لیکن کھنکتی خاک ہے عرشی

عرشی ملک

لوِفار آل کا ماسک

’’ لوِ فار آل ‘‘ کا ماسک پہن کر کرتے ہیں پتھراؤ

غیر کے آگے جی جی جی جی، اپنوں کا گھیراؤ

بند گلی میں پیدا ہونا ، بند گلی میں مرنا

دورِ جبر میں کیوں کر آئے سوچوں میں پھیلاؤ

عرشی ملک

۴ جنوری ۲۰۲۰

آئینِ جفا نے

دل سخت کر دیئے ہیں ، اک آئینِ جفا نے

ڈالا ہے اُن کے دل پر ، پردہ سا ابتلا نے

جب دیکھتے ہیں تجھ کو ،کرتے ہیں وہ تمسخر

کہتے ہیں کیا یہی ہے ؟ بھیجا جسے خدا نے

عرشی ملک

استخوان فروشی

دینِ حق کے نام پہ عرشی،استخوان فروشی ہے

جو کھل کر یہ بات کہے،وہ مُجرم،باغی،دوشی ہے

دیں کی تجارت کرنے والو،جلدی استغفار کرو

ایسا نا ہو بھید کھُلیں،گو اب تک پردہ پوشی ہے

عرشی ملک

۳۱ دسمبر ۲۰۱۹

دولے شاہ کے چوہے

قُربِ خُدا کی چاہ میں آئے،دُور دُور سے پیارے لوگ
مرشد کے قدموں کو چُھو کر،بنے فلک کے تارے لوگ

بعد ازاں اک جادو گر،آمر نے ایسا اِسم پڑھا
دولے شاہ کے چوہے بن کر،رہ گئے آخر سارے لوگ

عرشی ملک

۳۱ دسمبر ۲۰۱۹

تجدید کا قانون

تجدید کا قانون ہمیشہ سے رواں ہے
یہ رنگِ تغیر ہی تو فطرت کی زباں ہے

آغازِ صدی میں ، کوئی آتا ہے مجدد
یہ میرا نہیں مہدیِ دوراں کا بیاں ہے

جواُس کے مقابل ہو ، خسارے میں ہے عرشی
اِس کارِ خطرناک میں ، ایماں کا زیاں ہے

عرشی ملک

۳۱ دسمبر ۲۰۱۹

نوکِ سناں اور زیادہ

گو جبر کا ہے بوجھ گراں ، اور زیادہ

یہ سَر ہے مگر سجدہ کناں ، اور زیادہ

پہلے بھی کہاں چین سے جینا تھا مُیسّر
شہ رگ پہ ہے اب نوکِ سناں اور زیادہ

ہم سا کوئی مظلوم جو آ جاتا ہے زد پر
وہ کھینچ کے رکھتے ہیں ، کماں اور زیادہ

تم شوق سے پابند کرو میرے قلم کو
بندش سے یہ ہوتا ہے رواں ، اور زیادہ

چُپ رہنے کا ارشاد ، وہ کرتے ہیں جب عرشی
کھلتی ہے اُسی وقت زباں اور زیادہ

فیضانِ الٰہی

حق بات کسی حال میں بھی ردّ نہیں ہے
مومن کے لئے پاسِ آب و جدّ نہیں ہے

افضالِ خُداوند کو محدود نہ کیجے
فیضانِ الٰہی کی کوئی حدّ نہیں ہے

عرشی ملک

حُرمتِ انساں

کھل گیا دل پر ہمارے، حُرمتِ انساں کا در

اب نہیں پہنیں گے ہم، طوقِ غلامی عمر بھر

سوچ رکھنا جُرم ہے تو، آیئے دیجئے سزا

راہِ حق میں اب اگر، جاتا ہے تو جائے یہ سَر

عرشی ملک

غم ہیں ضروری

سیدھی نہیں یہ راہ، یہاں خم ہیں ضروری

تطہیرِ بشر کے لئے، کچھ غم ہیں ضروری

دُنیا کا یہ میلہ تو ہمیشہ سے ہے جاری

مذہب کے نام پر

ارشاد عرشی ملک

ہر سمت درسِ نفرت، مذہب کے نام پر ہے
اک دوسرے پہ لعنت، مذہب کے نام پر ہے

سب شوخی و شرارت، مذہب کے نام پر ہے
ہر ظلم، ہر حماقت، مذہب کے نام پر ہے

مذہب نہیں سکھاتا، آپس میں بیر رکھنا
پھر کس لئے عداوت، مذہب کے نام پر ہے

مذہب کو رکھ دیا ہے، اِک مافیا بنا کر
سب دھونس اور طاقت، مذہب کے نام پر ہے

چندوں پہ پل رہے ہیں، گدی نشین سارے
یہ شغل اور فراغت، مذہب کے نام پر ہے

یہ کھٹ مٹھا سا چورن، بکتا ہے مہنگے داموں
ہر سُو یہی تجارت، مذہب کے نام پر ہے

اللہ کی محبت، بھولا ہوا فسانہ
پر مرشِدوں کی غیرت، مذہب کے نام پر ہے

اپنی درندگی کو مذہب سمجھ رہے ہیں
آپس کی جارحیت، مذہب کے نام پر ہے

اللہ جس کو بھیجے، کرتے ہیں اُس سے ٹھٹھے
یہ کارِ جاہلیت، مذہب کے نام پر ہے

اک دوسرے سے بڑھ کر، ہر اک نے اُس کو کوسا
عرشی پہ یہ اذّیت، مذہب کے نام پر ہے

۷ جنوری ۲۰۲۰ بروز منگل

خدا نیکی ہے

ملک عرشی ارشاد

ہے منتہا کی جاوداں حیاتِ
ہے خدا نیکی اور ہے نیکی خدا

ہے ماورا سے فہم و عقل مرَی
ہے کا ،نُور نقطہ محدود لا وہ

جانے تو جویاں کا علم کوئی ہو
ہے فلسفہ سارا میں قرآں بیاں

تک یزل لم خدائے جائے لے جو
ہے راستہ وہ ہی عشق حقیقی

"نیکی علم ہے "نے سقراط کہا
"ہے خدا نیکی "میں دور اِس کھلا

تدبر و فکر دوستو لازم ہے
ہے کھلا روزن کا علم سے اسی

رسائی تک حقیقت چہ گر نہیں
ہے لگا سا" ہوکا" کو دل اس مگر

کھوئے کو خود بِن نہیں ملتا خدا

ءہے صوفیا اتفاقِ پر اسی

شہادت ہے دیتا وجدان ا مرَ
ہے فنا راستہ،راہِ کا بقا

تصنع بے سچ میں دور ہر رہا
ہے جیتتا دل بِنا آرائش وہ

ہیں میں توقیر بے عہدِ ہم مگر
ہے ریا و مکر جہاں جانب اِک ہر

ہو سامری طلسمِ سحرِ جہاں
ہے عصا کا موسیٰ درکار وہاں

ہیں تلے ملبے ابھی مردہ تنِ
ہے چکا آ مریم اِبنِ چہ اگر

کوئی میں مرُدوں نہیں چل ہل ابھی
ہے رہا جا پھونکا صُور سے بلا

یزیدی لشکر سبھی بستہ صف ہیں
ہے سامنا کا کربلا اِک نئی

ہے خودی بے جامِ فیضِ یہ عجب
ہے ،برملا محبت اظہارِ کہ

ہے طلب کی حق رحمتِ حصولِ
ءہے اشتہا کی تنہائیوں ہمیں

سے قفس پایا ہو مانوس نہیں
ہے رہا برسوں میں قید گو دل یہ

ہرگز آسان حق راہِ ہے نہیں
ہے سامنا پھر سے دار اک مرا

عرشی ہیں پتھر میں ہاتھ کے سبھی
ہے ابتلا کا عاشقی راہِ یہ

عرشی میں معبد کے روح ہماری
ہے دیا روشن کا عشق کے خدا

۳۱ اگست ۲۰۱۹ بروز ہفتہ

یہ شہرِ محبت ہے کہ کُوفہ کی گلی ہے
دیکھی نہ کسی اپنے طرفدار کی صورت

تُم جو کہوں تو میں نہ بولوں، نہ سوچوں، نہ گھر سے نکلوں
لکھنے سے مت روکو مجھ کو، یہ میری مجبوری ہے

اگر سوچوں کے زنداں میں شعاعِ آگہی اُترے
تو ذہنوں پر جہالت کا کڑا پہرہ نہیں رہتا

قبول ہے

یاں جو بھی رسمِ کرب و بلا ہے قبول ہے
گر جُرمِ عاشقی کی سزا ہے ، قبول ہے

اللہ کے سفیر کو عرشی ، خوش آمدید
روح القدس جو پا کے کھڑا ہے ،قبول ہے

عرشی ملک

کہ عیسیٰ باز مے آید

زدرگاہِ خدا مردے بصد اعزاز مے آید
مبارک بادت اے مریم کہ عیسٰی باز مے آید

یقینی پیش گوئی تھی ، نہ تھا اک حرف بھی زائد
نہیں باقی رہا عرشی کوئی امکان نہ شائد

عرشی ملک

سچ کی گواہی

گواہی سچ کی مشکل ہے
مگر دینی ہی پڑتی ہے

بھلا کیسے کہے عرشی
یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے

عرشی ملک

اپنی شرطوں پر زندگی

کر نہیں پائیں گے ہم بندوں کے آگے بندگی
چاپلوسی ، کاسہ لیسی ہے نری شرمندگی

اُڑتے رہنا ہے فضا میں، سانس ٹوٹے یا رہے
اپنی شرطوں پر ہمیں جینی ہے اپنی زندگی

عرشی ملک

۱۷ اکتوبر ۲۰۱۹

نافہموں کی جانب سے

نافہموں کی جانب سے ہر ظلم سہا

دل چٹخا، ٹوٹا، آ کر کو پھوٹ بہا

مجھ میں عرشی نقص ہی دیکھے اندھوں نے

بہروں کو اصرار کہ میں نے غلط کہا

تُم بھلے نفرت کرو

تم بھلے نفرت کرو، چرکے لگاؤ بار بار

ہم نہ بھولیں گے مگر قولِ امامِ کار گار

"گالیاں سُن کر دعا دو، پا کے دکھ آرام دو

کبر کی عادت جو دیکھو، تم دکھاؤ انکسار"

~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

دیواروں پر لکھتے رہنا

بھلے ہو دن یا رات مگر تُم دیواروں پر لکھتے رہنا
جیت ملے یا مات مگر تم دیواروں پر لکھتے رہنا

جو ہونا ہے ہو جائے گا، قلم کو تھامے رکھنا
چاہے شَل ہوں ہاتھ مگر تم دیواروں پر لکھتے رہنا
~~~~~~~~~~~~~~~~~~~~

عرشی ملک

۷ جنوری ۲۰۲۰ بروز منگل